ہم اس سبق میں بھارت کی معاشی حکمتِ عملی کا مطالعہ کریں گے۔
مشترک معاشی نظام کی قبولیت، پنچسالہ منصوبہ بندی اور ان کی کامیابی و ناکامی، بینکوں کا قومیانا، بیس نکاتی پروگرام، مل مزدوروں کی ہڑتال، ۱۹۹۱ء کی نئی معاشی پالیسی کا ہم خصوصی مطالعہ کریں گے۔

مشترک معیشت :

ملک کی آزادی سے قبل ہی اس بات پر غور وفکر جاری تھا کہ ہمیں کس قسم کی معیشت کو اختیار کرنا چاہیے۔ وزیرِاعظم جواہر لال نہرو نے کوئی بھی حتمی راستہ اختیار کرنے کی بجائے درمیانی راستہ اختیار کیا۔ دنیا کے کچھ ملکوں میں سرمایہ دارانہ معاشی نظام رائج تھا تو کچھ ملکوں میں اشتراکی معیشت تھی۔ ہر معاشی نظام کے اپنے فوائد اور نقصانات ہوتے ہیں۔

سرمایہ دارانہ معاشی نظام میں پیداوار کے وسائل پر نجی ملکیت ہوتی ہے۔ اشتراکی معاشی نظام میں پیداوار کے وسائل سماج یعنی حکومت کی ملکیت ہوتے ہیں۔ مشترک معاشی نظام نجی اور عوامی دونوں شعبوں میں کام کرتا ہے۔ جدید بھارت میں ترقی کے حصول کے لیے ان دو معاشی نظاموں میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کی بجائے حکومت نے مشترک معاشی نظام کو ترجیح دی۔ اس نظام کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۱) عوامی شعبہ: اس شعبے کی صنعتیں مکمل طور پر حکومت کے تابع اور زیرِ انتظام ہوتی ہیں مثلاً دفاعی سامان کی تیاری کا شعبہ۔

(۲) نجی شعبہ : اس شعبے میں صنعتیں مکمل طور پر نجی صنعت کاروں کی ملکیت ہوتی ہیں۔ حکومت ان کی صرف نگرانی کرتی ہے مثلاً اشیائے صرف۔

(۳) مشترک شعبہ : اس شعبے میں کچھ صنعتیں نجی صنعت کاروں کی ملکیت اور کچھ حکومت کے زیرِ انتظام ہوتی ہیں۔

مشترک معاشی نظام کو آسانی سے چلانے کے لیے نجی اور عوامی شعبوں میں ربط ہونا ضروری ہے۔ اس نظام کا مقصد زیادہ سے زیادہ پیداوار اور بڑے پیمانے پر عوامی شرکت ہے۔ اس نظام میں سرمایہ دارانہ اور اشتراکی معاشی نظام کی خوبیوں کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مشترک معاشی نظام میں منافع کی تحریک، فعالیت، ضابطوں کی پابندی، متعینہ مدتی منصوبہ بندی وغیرہ سے تغافل کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔

اس معاشی نظام میں ملکی مفاد کو فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ طویل مدتی ترقی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ دفاع، سائنسی تحقیق، تعلیم، سڑکیں، ریل کے راستے، نہریں، بندرگاہیں اور ایئرپورٹ کی تعمیر جیسے شعبے کثیر سرمایہ کے متقاضی اور تاخیر سے پھل دینے والے ہیں۔ ان شعبوں میں نجی صنعت کار بڑی تعداد میں نہیں آتے۔ ایسی صورت میں حکومت ہی کو پہل کرنا پڑتی ہے۔

مندرجہ بالا طریقے سے مشترک معاشی نظام کی ہیئت کا استعمال اور پنجسالہ منصوبہ بندی اختیار کرکے بھارت نے ترقی کی سمت پیش رفت کی ہے۔ ۱۹۷۳ء کی صنعتی پالیسی نے ترقی کی رفتار میں اضافہ کیا ہے۔ اس پالیسی کے مطابق بھاری صنعتوں، صنعتی خاندانوں اور بیرونی صنعتوں کے اثرات پر قابو پانے اور علاقائی ترقی میں توازن پیدا کرنے کو ترجیح دی گئی ہے۔ چھوٹی صنعتوں، دیہی صنعتوں، گھریلو صنعتوں کی ترقی پر توجہ دی گئی۔ امدادِ باہمی شعبے کی جانب خصوصی توجہ دی گئی۔

پنجسالہ منصوبہ بندی

آزادی سے قبل غیر ملکی حکومت نے بھارت کا خوب معاشی استحصال کیا تھا۔ افلاس، بے روزگاری، آبادی میں اضافہ، غیر معیاری طرزِ زندگی، زراعت، صنعتوں کی کم پیداواریت کے علاوہ سائنس اور ٹکنالوجی سے متعلق پسماندگی جیسے مسائل ملک کو درپیش تھے جن کے حل کے لیے منصوبہ بندی کی ضرورت تھی۔

۱۹۵۰ء میں بھارت سرکار نے منصوبہ بندی کمیشن تشکیل دیا۔ وزیرِاعظم جواہر لال نہرو اس کمیشن کے صدر تھے۔

اس کمیشن نے زراعت اور دیہی ترقی، متوازن صنعت کاری، طرزِ زندگی کا معیار، جمہوریت سے ہم آہنگ معاشی ترقی، منصوبہ بندی کے خدو خال اور عمل آوری میں عوامی شرکت اور فرد کی ترقی میں معاون پانچ برسوں کی منصوبہ بندی کو ہی پنجسالہ منصوبہ بندی کہتے ہیں۔

منصوبہ بندی کے بنیادی اُصول :

کسی ملک کے وسائل کی مناسب تقسیم اور نفری قوت کا مناسب استعمال اس ملک کے عوام کی ضروریات کی تکمیل کے لیے کیا جانا چاہیے۔ یہی پنجسالہ منصوبہ بندی کا عمومی بنیادی اُصول ہے۔

منصوبہ بندی کے مقاصد

بھارت کی معاشی منصوبہ بندی کے عمومی مقاصد حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ قومی پیداوار میں اضافہ۔

۲۔ بنیادی صنعتوں پر توجہ دے کر تیز رفتاری کے ساتھ صنعت کاری۔

۳۔ اناج کے تئیں ملک کو خود کفیل بنانا یعنی زرعی پیداوار میں اضافہ کرنا۔

۴۔ بڑے پیمانے پر روزگار مہیا کرواکر ملک کی نفری قوت کو بروئے کار لانا۔

۵۔ محصول اور ملکیت میں عدم مُساوات دور کرنا۔

۶۔ اشیا کی قیمتیں مستحکم سطح پر رکھنا۔

۷۔ چھوٹے خاندان کی افادیت کو سمجھتے ہوئے بڑھتی ہوئی آبادی پر قابو پانا۔

۸۔ افلاس دور کر کے طرزِ زندگی کے معیار میں اضافہ کرنا۔

۹۔ سماجی خدمات کو فروغ دینا۔

۱۰۔ معاشی شعبے کو خود کفیل بنانا۔

پہلا پنجسالہ منصوبہ (۱۹۵۱ تا ۱۹۵۶ء) : اس منصوبے میں زراعت، سماجی ارتقا، آبپاشی اور انسدادِ سیلاب، توانائی کے وسائل، دیہی اور چھوٹی صنعتیں، بڑی صنعتیں اور معدنیات، نقل وحمل، تعلیم، صحت جیسے شعبوں پر کثیر خرچ کیا گیا۔ یہ منصوبہ منظّم طریقے سے ترقی کی بنیاد گزاری کرنے والا منصوبہ تھا۔

دوسرا پنجسالہ منصوبہ (۱۹۵۶ تا ۱۹۶۱ء) : اس منصوبے میں صنعت کاری کے نہایت اہم مقاصد کا حصول شامل تھا۔ دُرگاپور، بِھلائی، راؤرکیلا میں فولاد کے کارخانے، سِندری میں کیمیائی کھاد کا کارخانہ، چِترنجن میں ریلوے انجن بنانے کا کارخانہ، پیرامبُر میں ٹرین کے ڈبے بنانے کا کارخانہ، وِشاکھاپٹنم میں جہاز سازی کا کارخانہ وغیرہ جیسی بڑی اور بھاری صنعتوں کے کارخانے عوامی شعبے میں قائم کیے گئے۔ زراعت کے لیے آب رسانی کی خاطر بھاکرانانگل، دامودر جیسے وسیع بند بنائے گئے۔ اس منصوبے کی وجہ سے قومی پیداوار میں اضافہ ہوا۔

بِھلائی فولاد کا کارخانہ

تیسرا پنجسالہ منصوبہ (۱۹۶۱ تا ۱۹۶۶ء) : اس منصوبے کے تحت زراعت اور صنعتوں کی ترقی میں توازن قائم رکھنا تھا۔ ہر سال قومی پیداوار میں اضافہ، بھاری صنعتوں، نقل وحمل اور معدنی صنعتوں کی ترقی، عدم مساوات کو دور کرنے اور روزگار کے مواقع کی توسیع اس منصوبے کے اہم مقاصد تھے۔

تیسرے پنجسالہ منصوبے کے بعد تین ایک سالہ منصوبے (۱۹۶۶ تا ۱۹۶۹ء) تیار کیے گئے۔ اس دوران شدید قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا۔ چین کے حملے اور پاکستان سے جنگ کی وجہ سے حکومت کو ترقی کے کاموں کی بجائے دفاعی سرگرمیوں کی طرف زیادہ توجہ دینا پڑی جس کی وجہ سے ملک کے معاشی نظام پر برا اثر پڑا۔

چوتھا پنچسالہ منصوبہ (۱۹۶۹ تا ۱۹۷۴ء): اس منصوبے کے مقاصد طے کرتے وقت بھارت کو خود کفیل بنانا، حکومت کی جانب سے بنیادی صنعتوں کی ترقی، معاشی ترقی کی رفتار میں اضافہ اور اشتراکی معاشرے کا تانا بانا تیار کرنے کی طرف توجہ دی گئی۔ اس منصوبے کے دوران ملک کے ۱۴؍اہم بینکوں کو قومیا لیا گیا۔ یہ منصوبہ توقع کے مطابق کامیاب نہیں ہو سکا۔ چوتھے پنچسالہ منصوبے کے دوران بھارتی معاشی نظام کو بنگلہ دیش کی جنگ کے اثرات برداشت کرنے پڑے۔ پناہ گزینوں پر ہونے والا خرچ برداشت کرنا پڑا۔ سرکاری ملازمین اور ریلوے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ، بین الاقوامی بازار میں پٹرول کے بڑھتے داموں کی وجہ سے ملکی معاشی نظام کو بہت نقصان برداشت کرنا پڑا۔

پانچواں پنچسالہ منصوبہ (۱۹۷۴ تا ۱۹۷۹ء): غریبی دور کرکے، ملک کو معاشی لحاظ سے خود کفیل بنانے کے مقصد کے پیش نظر یہ منصوبہ بنایا گیا تھا۔ اس منصوبے میں قومی پیداوار میں اضافہ، بڑے پیمانے پر روزگار کی فراہمی، تعلیم، صحت بخش تغذیہ، پینے کے پانی کی فراہمی، دیہی علاقوں تک طبّی سہولتوں کی فراہمی، دیہی علاقوں میں بجلی کی فراہمی اور نقل و حمل کے لیے راستوں کی تعمیر، سماجی فلاح و بہبود کے منصوبوں کی وسیع پیمانے پر عمل آوری، زرعی ترقی، بنیادی صنعتوں میں اضافہ، اناج اور دیگر لوازماتِ زندگی کی خرید مکمل خود اختیار طریقے سے کرکے عوامی نظامِ تقسیم کے ذریعے مناسب قیمت پر غریبوں تک پہنچانا جیسے مقاصد شامل تھے۔

پانچویں پنچسالہ منصوبے کے دوران انسدادِ افلاس اور روزگار کی فراہمی میں اضافہ ممکن نہ ہو سکا۔

۱۹۷۷ء میں لوک سبھا انتخابات میں کانگریس کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ جنتا پارٹی برسرِ اقتدار آئی۔ نئی حکومت نے پنچسالہ منصوبے کو مارچ ۱۹۷۸ء میں ختم کرکے اپریل ۱۹۷۸ء سے زنجیری منصوبہ بندی شروع کی جو ناکامی کا شکار ہوگئی۔ ۱۹۸۰ء میں لوک سبھا کے بین مدتی انتخابات کے بعد کانگریس دوبارہ برسرِ اقتدار آگئی۔ کانگریس حکومت نے زنجیری منصوبہ بندی کا خاتمہ کرکے دوبارہ پرانے طریقے پر منصوبہ بندی کا آغاز کیا۔

چھٹا پنچسالہ منصوبہ (۱۹۸۰ تا ۱۹۸۵ء): اس منصوبے کے تحت افلاس کا سدباب اور روزگار کی فراہمی میں اضافے پر زور دیا گیا۔ اس منصوبے کے مندرجہ ذیل مقاصد تھے۔ معاشی نظام کی شرحِ ترقی میں قابلِ لحاظ اضافہ، غربت اور بے روزگاری میں کمی، چھوٹے خاندان کی افادیت کو رضاکارانہ طور پر قبول کرکے بڑھتی آبادی پر قابو پانا۔

چھٹے پنچسالہ منصوبے کے تحت مندرجہ ذیل پروگراموں پر عمل آوری کی گئی۔

- ☆ مشمول دیہی ترقیاتی پروگرام (IRDP) (Integrated Rural Development Programme)
- ☆ دیہی بے زمین روزگار ضمانت پروگرام (RLEGP) (Rural Landless Employment Guarantee Programme)
- ☆ قومی دیہی روزگار پروگرام (NREP) (National Rural Employment Programme)
- ☆ سلیم فولاد پروجیکٹ

ساتواں پنچسالہ منصوبہ (۱۹۸۵ تا ۱۹۹۰ء): اس منصوبے کے تحت غذا، روزگار اور پیداواریت پر زور دیا گیا تھا۔ ترقی، جدید کاری، خود انحصار، سماجی انصاف پر زور دینا، پیداوار کے وسائل میں اصلاحات کرنا، قومی پیداوار میں ہر سال ۵ فیصد کا اضافہ کرنا، اناج کی پیداوار میں اضافہ کرنا اس منصوبے کے اہم مقاصد تھے۔ اس منصوبے کے تحت مندرجہ ذیل پروگرام شروع کیے گئے۔

- ☆ جواہر روزگار منصوبہ

☆ اندرا رہائشی منصوبہ
☆ دس لاکھ کنوؤں کی کھدائی کا منصوبہ

روزگار کی فراہمی کے نقطۂ نظر سے ساتواں پنجسالہ منصوبہ نہایت مؤثر ثابت ہوا۔

آٹھواں پنجسالہ منصوبہ (۱۹۹۲ تا ۱۹۹۷ء) : اس منصوبے کے تحت نجی شعبے کو اہمیت دی گئی۔ اس منصوبے کی خصوصیات حسبِ ذیل تھیں۔ قومی پیداوار کی شرح ۵ء۶ فیصد تک برقرار رکھنا، آبادی میں اضافے پر روک لگانا، چھوٹے خاندان کی افادیت کے پروگراموں کی حوصلہ افزائی کرنا، ابتدائی تعلیم کی توسیع کے ذریعے ناخواندگی کا خاتمہ کرنا۔

اس منصوبے کے تحت مندرجہ ذیل پروگرام شروع کیے گئے۔

☆ وزیراعظم روزگار منصوبہ
☆ خواتین کو خودکفیل بنانے کا منصوبہ
☆ قومی، سماجی، معاشی امداد منصوبہ
☆ دوپہر کی غذا کا منصوبہ
☆ اندرا منصوبہ برائے خواتین
☆ گنگا کلیان منصوبہ

آٹھویں پنجسالہ منصوبے میں نجی شعبے کی اہمیت میں اضافہ ہوا۔ ۱۹۹۱ء میں اختیار کی گئی کشادہ اور آزادانہ حکمتِ عملی کا عکس اس منصوبے میں دکھائی دیتا ہے۔

نواں پنجسالہ منصوبہ (۱۹۹۷ تا ۲۰۰۲ء) : اس منصوبے کے تحت زراعت اور دیہی ترقی پر زور دیا گیا تھا۔ معاشی ترقی کی شرح میں اضافہ، بنیادی شعبوں میں مثبت مسابقت کا ماحول، غیرملکی سرمایہ کاری کے لیے صنعتی حکمتِ عملی کو نئی سمت دینا اس منصوبے کے اہم مقاصد تھے۔

اس منصوبے کے تحت سورن جینتی شہری روزگار منصوبہ، بھاگیہ شری فلاحِ اطفال منصوبہ، راج راجیشوری فلاحِ نسواں منصوبہ، سورن جینتی دیہی خود روزگار منصوبہ، جواہر دیہی خوشحالی منصوبہ، اَنتیودے اناج منصوبہ، وزیراعظم دیہی سڑک منصوبہ وغیرہ پروگرام شروع کیے گئے۔

اس پنجسالہ منصوبے کے تحت مواصلاتی نظام اور خدماتی شعبے میں متوقع ترقی کا مقصد حاصل ہوا۔ تعمیرات اور نقل و حمل کے شعبوں کی ترقی میں بھی اضافہ ہوا۔

بینکوں کا قومیانا

پنڈت جواہر لال نہرو اور لال بہادر شاستری کے دورِ اقتدار میں بھارت میں بینکوں کا کاروبار نجی شعبے کی اجارہ داری کا کاروبار تھا۔ یہ بینک صنعتی گروہوں کی نمائندگی کرتے تھے۔ صنعتوں کے منافع اور ترقی میں اضافے کے لیے بینکوں کی انتظامی مجلس کے اراکین نہایت فعال رہتے تھے۔ اس صورتِ حال کا مقابلہ کرنے کے لیے حکومت نے 'امپیریل بینک' کو ۱۹۵۵ء میں قومیا لیا اور اسٹیٹ بینک آف انڈیا کی شکل میں اس کی تشکیلِ نو کی۔ اس بینک نے نہایت قلیل عرصے میں ملک بھر میں اپنی شاخیں کھول کر سرکاری ترقی میں اہم کردار ادا کرنا شروع کر دیا۔

قومیانے کا پس منظر :

بھارت نے آزادی کے بعد مشترک معاشی نظام اختیار کیا تھا۔ منصوبے کی عمل آوری میں خلل پڑنے کی صورت میں اس کی تلافی کے لیے بینکوں کو قومیانا وقت کی اہم ضرورت تھی۔ بینکوں کو قومیانے کے بعد انھیں حاصل شدہ منافع حکومت کے خزانے میں جمع ہونا تھا، اسی کے مقابلے میں چھوٹی اور درمیانی صنعتوں کی ترقی کی حکمتِ عملی پر عمل آوری ضروری تھی۔ لال بہادر شاستری نے اناج کی قلّت اور قحط سالی سے نمٹنے کے لیے سبز انقلاب کا تجربہ کیا تھا۔ وزیراعظم اندرا گاندھی کے عرصۂ کار میں کانگریس کے اشتراکی نظریات سے متاثر 'کانگریس فورم فار سوشلسٹ ایکشن' نامی گروہ نے تاجرانہ بینکوں کو قومیانے کا مطالبہ کیا۔ کمیونسٹ پارٹی نے بھی اس مطالبے کی حمایت کی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

وزیرِاعظم اندرا گاندھی نے ۱۹ر جولائی ۱۹۶۹ء کو مندرجہ ذیل ۱۴ر بینکوں کو قومیا لیا تھا۔ الٰہ آباد بینک، بینک آف بڑودہ، بینک آف انڈیا، بینک آف مہاراشٹر، کینرا بینک، سینٹرل بینک آف انڈیا، دینا بینک، انڈین بینک، انڈین اوورسیز بینک، پنجاب نیشنل بینک، سنڈیکیٹ بینک، یونائٹڈ بینک آف انڈیا، یونائٹڈ کمرشیل بینک (یوکو بینک)، یونین بینک آف انڈیا۔ ۱۹۸۰ء میں مزید چھے بینکوں کو قومیا لیا گیا۔

بیس نکاتی پروگرام :

یکم جولائی ۱۹۷۵ء کو وزیرِاعظم اندرا گاندھی نے بیس نکاتی پروگرام کا اعلان کر کے، ترقی یافتہ ملک بننے کی سمت، تیز رفتاری کے ساتھ بڑھنے کی کوششوں سے دستبرداری اختیار کر لی۔ اس پروگرام کے اہم نکات مندرجہ ذیل تھے۔

۱۔ زرعی اور شہری حصوں میں زیادہ سے زیادہ زمین کا حصول، املاک کی مساوی تقسیم، زرعی مزدوروں کو اقل ترین اُجرت، آب رسانی کے منصوبوں میں اضافہ کرنا۔

۲۔ صنعتی شعبوں میں مزدوروں کی حصہ داری، قومی تربیت اسکیم اور بندھوا مزدوری کا خاتمہ کرنا۔

۳۔ ٹیکس چوری، معاشی جرائم اور اسمگلنگ کی روک تھام کرنا۔

۴۔ لوازماتِ زندگی کی قیمتوں پر قابو، راشننگ نظام (خوراک وغیرہ متعین مقدار میں تقسیم کرنا) میں اصلاحات کرنا۔

۵۔ دستکاری کے شعبے کی ترقی کے ذریعے بہترین کپڑے کی صنعتوں کی تیاری، کمزور طبقات کو قرض سے نجات، گھروں کی تعمیر، نقل و حمل کی سہولیات، اسکولوں کے لیے تعلیمی وسائل فراہم کرنا۔

مزدوروں کے مسائل :

۱۱ر جولائی ۱۸۵۱ء کو کاوس جی داور نے ممبئی میں پہلی کپڑا مل قائم کی۔ بعد ازاں دادر، پریل، بائیکلہ، سیوڑی، پربھادیوی اور ورلی میں بھی کپڑا ملیں قائم کی گئیں۔ یہ علاقہ 'گرَن گاؤں' یعنی 'مِلوں کا گاؤں' کہلایا جانے لگا۔ اسّی کی دہائی میں مزدوروں میں بے چینی اور عدم اطمینان کے لیے دیگر شعبوں کی معاشی حالت ذمہ دار تھی۔ کچھ صنعتوں میں مزدوروں کی تنخواہوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔ انھیں بونس کی رقم زیادہ ملتی تھی۔ مِل مزدوروں کے مقابلے انھیں زیادہ سہولتیں حاصل تھیں۔

کپڑا مل

کیا آپ جانتے ہیں؟

مہاتما جیوتی با پھلے کے معاون نارائن میگھاجی لوکھنڈے کی کوششوں سے یکم جنوری ۱۸۸۲ء سے مِل مزدوروں کو ہفتے میں ایک دن اتوار کو چھٹی دینے کا فیصلہ کیا گیا۔

۱۹۸۱ کی دیوالی کے موقع پر مِل مزدوروں کو بیس فیصد بونس کی توقع تھی۔ مزدوروں کی نمائندگی کرنے والی تنظیم 'قومی مِل مزدور سنگھ' نے مِل مالکان سے سمجھوتہ کر کے مِل مزدوروں کو اعتماد میں نہ لیتے ہوئے آٹھ سے سترہ فیصد پر مصالحت کر لی۔ بونس میں تخفیف عدم اطمینان کی بنیاد ثابت ہوئی۔ کچھ مزدوروں نے ڈاکٹر دتّا سامنت سے رابطہ قائم کیا اور ان سے اپنی قیادت کرنے کی گزارش کی۔ ۶۵ر مِلوں کے مزدور متحد ہو گئے اور دتّا سامنت اس ہڑتال کی قیادت کرنے لگے۔ ۱۸ر جنوری ۱۹۸۲ء کو ممبئی میں ڈھائی

لاکھ مزدور ہڑتال پر چلے گئے۔ گرن گاؤں کی دھڑ دھڑ کیا تھی گویا ممبئی کی نبض ہی تھم گئی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ثقافتی نقطۂ نظر سے بھی لوک ناچ، لوک کلا اور ادب کے شعبے میں مزدوروں نے اہم خدمات انجام دی ہیں۔ انّا بھاؤ ساٹھے، شاہیر امر شیخ، شاہیر سابلے وغیرہ جیسے کئی عوامی شاہیر اپنے انقلابی پروگراموں کی وجہ سے مقبول تھے۔ نارائن سروے، نامدیو ڈھسال وغیرہ جیسے شاعروں نے اپنی نظموں کے ذریعے محنت کشوں کی زندگی کی ترجمانی کی ہے۔

وزیر اعلیٰ بیرسٹر عبدالرحمٰن انتولے نے اس مسئلے کا حل تلاش کرنے کے لیے سہ جماعتی کمیٹی تشکیل دی۔ بعد ازاں بابا صاحب بھوسلے وزیر اعلیٰ بنے۔ انھوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ حکومت قانون کے مطابق قومی مِل مزدور سنگھ کے ساتھ بات چیت کرے گی۔ ڈاکٹر دتّا سامنت نے اس قانون کو رد کرنے کا مطالبہ کیا۔

ہڑتال کے ابتدائی دنوں میں مزدوروں کو گاؤں والوں کی جانب سے مدد فراہم کی گئی۔ ابتدا میں مزدوروں کے لیے ایک دوسرے کی مدد کرنا کچھ مشکل ثابت نہیں ہوا۔ محلہ جاتی کمیٹیاں بنا کر انھوں نے اناج اور امداد کی تقسیم کی۔ بائیں محاذ نے ہڑتال کی حمایت کی تھی۔ ہڑتال طول پکڑتی گئی جس کے پیشِ نظر مزدوروں میں پھوٹ ڈالنے کی کوششیں شروع ہوگئیں۔ ہڑتال کو چھ مہینے مکمل ہوگئے۔ مرکزی حکومت نے ہڑتال کی جانب کوئی توجہ نہیں دی۔ مزدوروں نے 'جیل بھرو تحریک' شروع کی۔ ستمبر ۱۹۸۲ء میں ڈیڑھ لاکھ مزدوروں کا مورچہ مہاراشٹر اسمبلی پر پہنچا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ہڑتال کو ایک سال پورا ہوگیا۔ اتنے طویل عرصے تک چلنے والی یہ پہلی ہڑتال تھی۔ اس عرصے میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ مزدور بے کار ہوگئے۔

کپڑے سے زیادہ اہمیت پالسٹر کو حاصل ہونے کی وجہ سے پہلے ہی مِلوں کے کپڑے کی کھپت پر اس کے اثرات مرتب ہوئے تھے۔ کپڑا ملیں ممبئی سے سورت اور گجرات منتقل ہوگئیں۔ مرکزی حکومت نے ۱۳ مِلوں کو قومیا لیا۔ مسئلے کا حل ڈھونڈنے کے لیے ثالث (ٹریبونل) نامزد کیا گیا لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکا۔

نئی معاشی پالیسی : جدید بھارت کی تاریخ میں ۱۹۹۱ء کا سال اہمیت کا حامل ہے۔ دسویں لوک سبھا انتخابات کے بعد مرکز میں نرسمہا راؤ وزیر اعظم بنے۔ انھوں نے وزیرِ مالیات ڈاکٹر منموہن سنگھ کی معاونت سے بھارت کی معیشت کو عالمی معیشت سے جوڑنے کی حکمتِ عملی اختیار کی۔ اس کام کے لیے معاشی نظام میں بنیادی نوعیت کی تبدیلیاں کی گئیں۔ انھوں نے بھارتی معیشت کو عالمی رفتار سے ہم آہنگ کیا۔

پی۔ وی۔ نرسمہا راؤ

اس دوران بھارت کی معاشی حالت نازک ہوچکی تھی۔ نرسمہا راؤ سے قبل چندر شیکھر کی حکومت تھی۔ اس حکومت کے دور میں زرِمبادلہ کی شرح ۱۷ فیصد تھی۔ معاشی ترقی کی شرح ۱ء۱ فیصد گھٹ گئی۔ برآمدات کے لیے مطلوبہ صرف ایک ہفتے کا بیرونی زرِمبادلہ حکومت کے پاس تھا۔ غیر ملکی قرضوں اور ان کے سود کی ادائیگی مشکل ہوچکی تھی۔ مئی ۱۹۹۱ء میں چندر شیکھر کے اقتدار میں حکومت نے کچھ سونا بیچ کر اور کچھ سونا رہن رکھ کر حالات پر قابو پانے کی کوشش کی۔ چندر شیکھر سے قبل وشوناتھ پرتاپ سنگھ کی حکومت نے تمام کسانوں کا تقریباً دس ہزار کروڑ روپے کا قرض معاف کر کے ملکی معیشت پر بھاری بوجھ لاد دیا تھا۔ مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے داخلی قرضوں کا تناسب قومی پیداوار کا تقریباً ۵۵ فیصد تھا۔ ۸۱-۱۹۸۰ء میں غیر ملکی قرض ۲۳۵۰ کروڑ ڈالر تھا۔ ۹۱-۱۹۹۰ء میں یہ قرض بڑھ کر ۸۳۸۰ کروڑ ڈالر ہوگیا۔ اس درمیان بھارت کا غیر ملکی زرِمبادلہ صرف ۱۰۰ کروڑ ڈالر تھا۔ اس کے پسِ پشت عراق کے کویت پر حملے کی وجہ سے تیل کی قیمتوں میں اضافہ کارفرما تھا۔ بھارت کے لیے غیر ملکی قرضوں کی ادائیگی بہت مشکل تھی۔ غیر مقیم

بھارتیوں نے اپنی جمع شدہ رقوم نکالنا شروع کردی۔

تدابیر اور اقدامات : ان حالات سے مقابلہ کرنے کے لیے نرسمہا راؤ نے ڈاکٹر منموہن سنگھ کو وزیر مالیات مقرر کیا۔ ڈاکٹر منموہن سنگھ نے خامیوں کی اصلاح (Corrective measures) کی۔ اس صورتِ حال میں تبدیلی کا آغاز ہوگیا۔

ڈاکٹر منموہن سنگھ

انھوں نے غیر ملکی سرمایہ کاری پر لگی پابندی اُٹھادی۔ صنعتی شعبوں میں اجازت ناموں کا طریقہ ۱۸ صنعتوں تک محدود کردیا۔ عوامی صنعتوں میں بڑھتے نقصان اور صلاحیتِ کار پر توجہ دیتے ہوئے عوامی شعبوں کو نجی صنعتوں کے لیے کھول دیا۔ شیئر بازار پر قابو پانے کے لیے ۱۹۹۲ء میں سیبی (سیکوریٹیز اینڈ ایکسچینج بورڈ آف انڈیا Security and Exchange Board of India) قائم کیا۔ نیشنل اسٹاک ایکسچینج (NSE - National Stock Exchange) کو کمپیوٹرائز کیا۔ مندی کے سائے دور کرنے کو ترجیح دی۔

ڈاکٹر منموہن سنگھ کی وزارتِ مالیات کے پہلے دور میں بھارت میں غیر ملکی سرمایہ کاری میں اضافہ ہوا۔ بھارت نے بینک آف انگلینڈ میں رہن رکھا سونا دوبارہ حاصل کیا۔ حکومت کو ملکی سرمایہ داروں اور متوسط طبقے کی حمایت حاصل ہوئی۔ حکومت نے مواصلاتی شعبے کا دروازہ کھول دیا جس کی وجہ سے ملک بھر میں موبائل فون خدمات کا آغاز ہوا۔ ڈاکٹر منموہن سنگھ نے عالمی تنظیمِ تجارت (WTO) کے معاہدے پر دستخط کرکے نجکاری، توسیع کاری اور عالم کاری کی ابتدا کی۔

ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (عالمی تنظیمِ تجارت) : بھارت نے ۱۹۹۵ء میں WTO کی رکنیت اختیار کی۔ اس تنظیم کے مقاصد مندرجہ ذیل تھے -

بین الممالک تجارت کو کھلا کرنا، بین الاقوامی تجارت کی راہ میں حائل اور امتیاز برتنے والے قوانین، ضابطوں، پابندیوں اور حکمت عملیوں کو ختم کرنا اور دنیا بھر کی تجارت کو باقاعدگی کے ساتھ کثیر جماعتی نظام کے توسط سے منضبط کرنا۔

WTO سے پہلے GATT یعنی General Agreement on Tariffs and Trade موجود تھی۔ یہ تنظیم بین الاقوامی سطح پر فعال تھی۔ تجارت اس تنظیم کے تحت منضبط تھی۔ بھارت میں WTO سے متعلق شدید مخالفت کے باوجود بھارت نے WTO کی رکنیت اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ WTO کے قوانین مالی امداد، درآمدات و برآمدات، غیر ملکی سرمایہ کاری کے محفوظ شعبے، زراعت، ٹکنالوجی اور خدمات سے متعلق ہیں۔ اس تنظیم کی رکنیت اختیار کرنے کے بعد سے بھارت میں بجلی، پانی، نقل و حمل، تعلیم اور صحت کے شعبوں میں تیز رفتاری سے کاروباریت (کمرشیلائزیشن) شروع ہوگئی۔ ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کی مختلف رپورٹوں کے مطابق بھارت نے خطِ افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والے افراد کی آبادی میں کمی، امواتِ اطفال کی شرح میں کمی، پینے کے پانی، آلودہ پانی کی نکاسی جیسی سہولیات کی فراہمی کے معاملات میں ترقی کی ہے۔

'ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن' کی راہ پر بھارت نے بعد ازاں 'جنوب ایشیائی ترجیحات تجارتی معاہدہ' SAPTA - (South Asian Preferential Trade Agreement) پر دستخط کیے۔ بھارت نے سارک (SAARC) ممالک کے لیے مختلف اشیا کی برآمدات پر لگی پابندی اُٹھالی، برآمداتی محصول پر رعایت دی، بھارتی بیمہ کا شعبہ نجی اور غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے کھول دیا گیا۔

ہم نے اس سبق میں اس طریقے سے آزادی کے بعد بھارت کی معاشی پیش رفت کا مطالعہ کیا ہے۔ مشترک معیشت سے عالم کاری (گلوبلائزیشن) کا سفر کیا۔ ہم اگلے سبق میں دیگر شعبوں میں بھارت کی ترقی کا مطالعہ کریں گے۔

مشق

(۱) (الف) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان مکمل کیجیے۔

۱۔ ۱۹/ جولائی ۱۹۶۹ء کو ملک کے .... اہم بینکوں کو قومیا لیا گیا۔

(الف) ۱۲ (ب) ۱۴

(ج) ۱۶ (د) ۱۸

۲۔ .... نے بیس نکاتی پروگرام کا اعلان کیا۔

(الف) پنڈت نہرو (ب) لال بہادر شاستری

(ج) اندرا گاندھی (د) پی۔ وی نرسمہا راؤ

(ب) مندرجہ ذیل میں سے غلط جوڑی کو پہچان کر لکھیے۔

۱۔ کاوس جی داور - فولاد کا کارخانہ

۲۔ ڈاکٹر دتا سامنت - مل مزدوروں کی قیادت

۳۔ این۔ ایم۔ لوکھنڈے - مل مزدوروں کو چھٹی

۴۔ نارائن سُروے - نظموں کے ذریعے محنت کشوں کی زندگی کی ترجمانی

(۲) دی ہوئی ہدایت کے مطابق سرگرمی مکمل کیجیے۔

(الف) درج ذیل جدول مکمل کیجیے۔

پنجسالہ منصوبہ	مدت	مقاصد
پہلا	....	زراعت، سماجی ترقی
دوسرا	۱۹۵۶ تا ۱۹۶۱ء	صنعت کاری
تیسرا	....	عدم مساوات کا خاتمہ، روزگار کے مواقع میں اضافہ، قومی پیداوار میں اضافہ
....	۱۹۶۹ تا ۱۹۷۴ء	سائنسی تحقیق، صحت اور چھوٹے خاندان کی افادیت
پانچواں	....	....

(ب) نوٹ لکھیے۔

۱۔ مشترک معیشت

۲۔ بیس نکاتی پروگرام

(۳) مندرجہ ذیل بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ آزاد بھارت نے مشترک معیشت اختیار کی۔

۲۔ ۱۹۶۹ء میں بینکوں کو قومیا لیا گیا۔

۳۔ مِل مزدور ہڑتال پر چلے گئے۔

(۴) مندرجہ ذیل سوالوں کے مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ دوسرے پنجسالہ منصوبے کے تحت جو اسکیمیں شروع کی گئی ہیں، ان کی وضاحت کیجیے۔

۲۔ آٹھویں پنجسالہ منصوبے میں جو پروگرام شروع کیے گئے، ان کے بارے میں لکھیے۔

سرگرمی :

۱۔ WTO کے بارے میں انٹرنیٹ کی مدد سے معلومات حاصل کیجیے۔ نشانِ امتیاز، رکن ممالک، مقاصد، منصوبے وغیرہ۔

۲۔ قومی بینکوں / شاخوں کا دورہ کر کے وہاں کے کام کاج کی معلومات حاصل کیجیے۔

❖❖❖

6CZIJK